REGD No. L. 5254

263

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعہ ۴ شعبان ۱۳۷۵ھ

قیمت فی پرچہ ۱ر

جلد ۴۵/۱۰ | ۱۶ امان ۱۳۳۵ ھش | ۱۶ مارچ ۱۹۵۶ء | نمبر ۶۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۵ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج صبح صحت متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:۔

"رات حضور کو اسہال کی تکلیف رہی ہے۔ اس لئے طبیعت خراب ہے۔"

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے التزام دعائیں جاری رکھیں

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت کے متعلق اطلاع

لاہور ۱۴ مارچ (بذریعہ ڈاک) حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت کے متعلق محترم نواب محمد عبداللہ خان صاحب مطلع فرماتے ہیں:۔

آج ڈاکٹر صاحب نے اس خیال سے معائنہ کیا تھا کہ آیا ہسپتال سے ابھی فارغ کی جائے یا نہیں۔ ڈاکٹر صاحب پوری طرح مطمئن معلوم نہیں دیتے تھے کیونکہ انہوں نے ہسپتال سے گھر جانے کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ خون کی ازحد کمی ہے۔ اور کمزوری بدستور ہے۔ صحت بہت آہستہ آہستہ فرق پڑ رہا ہے۔ احباب جماعت حضرت بیگم صاحبہ موصوفہ کی صحت کاملہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

امریکہ قبرص کا مسئلہ طے کرانے میں ہر ممکن امداد دینے کے لئے تیار ہے

مشرق وسطیٰ میں امریکی مفادات کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ صدر آئزن ہاور کا اعلان

واشنگٹن ۱۵ مارچ۔ صدر آئزن ہاور نے کل اپنی ہفتہ وار پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ امریکہ قبرص کا مسئلہ حل کرانے میں برطانیہ اور یونان کو ہر ممکن امداد دینے کے لئے تیار ہے۔ انہوں نے کہا امریکہ دونوں کا دوست ہے۔ اور دونوں ہی معاہدہ شمالی اوقیانوس میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ مسٹر آئزن ہاور نے مزید کہا مشرق وسطیٰ میں امریکہ کے نہایت اہم مفادات کو شدید خطرہ لاحق ہے حکومت امریکہ عرب اسرائیلی تنازعہ کو ختم کرانے کے امکانات کا پوری طرح جائزہ لے رہی ہے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا نہ میں نے اور نہ وزیر خارجہ مسٹر ڈلس نے کبھی اس خیال کا اظہار کیا ہے۔ کہ امریکہ اسرائیل کو کبھی اسلحہ فراہم نہ کرے گا۔

اس سے ایک روز قبل امریکی سفیر مقیم ایتھنز نے حکومت یونان کو سرکاری طور پر مطلع کیا تھا کہ امریکہ اس خیال کے پیش نظر کہ متعلقہ حکومتوں کے درمیان گفت و شنید کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا جا سکے قبرص کے معاملہ میں مداخلت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ امریکی سفیر نے اپنی حکومت کا جو مراسلہ حکومت یونان کے حوالے کیا تھا۔ اس میں کہا گیا تھا کہ امریکہ کا خیال ہے کہ کسی ایسے عارضی سمجھوتہ تک پہنچنا ممکنات میں سے ہے۔ کہ جس کے تحت اہل قبرص کا حق خود اختیاری تسلیم کر کے وہاں ایک نمائندہ حکومت قائم کی جا سکے یہ سمجھوتہ عارضی نوعیت کا ہوگا۔ اور اس وقت تک ہی نافذ العمل رہے گا۔ جب تک کہ اہل قبرص کی خواہشات کے بموجب قبرص کے مستقبل کا کوئی مستقل فیصلہ نہ ہو جائے۔ یاد رہے کہ برطانیہ اور قبرص کے درمیان بات چیت کا سلسلہ گزشتہ ہفتہ سے منقطع ہو گیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں قبرص کے لیڈر آرچ بشپ میکاریوس کو جو یونان کے ساتھ الحاق کے حامی ہیں۔ جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ یونان نے اس جلاوطنی کے خلاف

۲ اقوام متحدہ سے احتجاج کیا ہے۔ اور مطالبہ کیا ہے کہ قبرص کا مسئلہ جنرل اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔ قبرص کے معاملہ میں امریکہ کی مذکورہ مداخلت پر برطانیہ میں تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور برطانیہ نے اپنے سفیر متعینہ واشنگٹن کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ اس بارے میں حکومت امریکہ سے وضاحت طلب کرے۔

عراقی پارلیمنٹ میں کرنل ناصر کی پالیسی پر نکتہ چینی

شاہ فیصل اور شاہ حسین کے درمیان ملاقات

بغداد ۱۵ مارچ۔ گزشتہ منگل کو عراقی پارلیمنٹ میں متعدد نائبین نے مصر کی موجودہ پالیسی پر نکتہ چینی کی۔ اور الزام لگایا کہ کرنل جمال عبدالناصر سابق شاہ فاروق کی طرح ایک ایسی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ جس کا مقصد ہاشمی خاندان کی مخالفت ہے۔ ان نائبین نے تین عرب سربراہوں کرنل ناصر شکری القوتلی اور شاہ سعود کی حالیہ کانفرنس کی بھی مخالفت کی اور ان کے مشترکہ بیان کے متعلق اس خیال کا اظہار کیا۔ کہ یہ عربوں کے اختلافات کو اور زیادہ وسیع کرنے کا موجب ہوا ہے۔ انہوں نے کہا یہ بیان عرب لیگ کے معاہدے کے سراسر خلاف ہے۔ عراق کے ایک سابق وزیر خارجہ مسٹر صادق نے اپنی تقریر میں شام کے صدر جناب شکری القوتلی سے خاص طور پر اپیل کی۔ کہ وہ گروہ بندی کی اس پالیسی میں شریک نہ ہوں۔ کیونکہ یہ پالیسی عرب مفادات کے لئے نقصان دہ ہے۔ کل عراق اور اردن کی سرحد پر دونوں ملکوں کے بادشاہوں کی ایک اہم ملاقات ہوئی۔

ضروری اعلان

از قلم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قادیان میں کارکنان کی سخت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہندوستان میں پیدا کیا۔ اس لئے یہ ہندوستانیوں کا حق ہے۔ کہ وہ سلسلے کے کاموں کے لئے قربانیاں کریں۔ اس لئے تمام جماعتوں کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ اول ڈاکٹر دوم گریجوایٹ سوم میٹرک پاس گو اپنی زندگیاں ساری عمر کے لئے نہیں تو دس دس سال کے لئے وقف کریں۔ تاکہ ان کو قادیان میں رکھ کر دینی تعلیم دلائی جائے اور پھر سلسلہ کے کاموں پر لگایا جائے:

خاکسار:۔ مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

۲-۳-۵۶

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۵۶ء

رائے عامہ کا بُت

اکثر انسانوں کی بعض باتوں کے متعلق کیفیت مزاج (Mood) کچھ ایسی بن جاتی ہے۔ کہ خواہ حالات کتنے بھی تبدیل ہو جائیں۔ ان کے جذبات ویسے کے ویسے ہی رہتے ہیں۔ آج کل اس کی واضح ترین مثال جماعت اسلامی میں ملتی ہے۔ شروع ہی سے یہ جماعت اپنے امیر کی قیادت میں ارباب حکومت پر جارحانہ تنقید کی عادی چلی آئی ہے۔ اور یہ بات ان کے مزاج میں کچھ اس طرح پختہ ہو چکی ہے۔ کہ حکومت خواہ عرش کے تارے بھی توڑ لائے۔ تو یہ اس کو کوئی (Credit) دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں کر سکتے۔ الا ماشاء اللہ ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو۔ چند روز ہوئے کہ یہ خبر گرم ہوئی۔ کہ حکومت کراچی میں ہونے والی سیٹو کی کانفرنس میں کشمیر کا مسئلہ پیش کرے گی۔ اسی پر جماعت اسلامی کے ترجمان تسنیم کے سیاسی بزرجمہر (مولانا نصر اللہ خاں عزیز سے معذرت کے ساتھ) مدیر محترم نے ایک چھوڑ دو دو اداریے لکھ مارے۔ اور حکمرانوں اور بعض صحافتی حلقوں کی خوب خاطر و مدارات کی۔ چنانچہ ۸ مارچ ۱۹۵۶ء کے اداریہ بعنوان "بے تدبیری" کو ان الفاظ سے شروع کیا گیا ہے۔

"ہمارے پریس میں جب سے سیٹو کانفرنس کے کراچی میں انعقاد پذیر ہونے کی خبریں شائع ہونی شروع ہوئی ہیں۔ تبھی سے حکمرانوں اور بعض صحافتی حلقوں کی طرف سے یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ اس کانفرنس میں کشمیر کا مسئلہ بھی زیر بحث لایا جائے گا۔ ہم نے یکم مارچ کے تسنیم میں "احمقوں کی جنت سے نکلئے" کے عنوان سے یہ رائے ظاہر کی تھی۔ کہ حالات موجودہ ہمیں یہ توقع نہیں ہے۔ کہ ہم مغربی جمہوریتوں کو مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں اپنی حمایت پر آمادہ کر سکیں۔"

کھتے لکھتے آخر میں چل کر روزنامہ تسنیم اسی اداریہ میں لکھتا ہے:۔

"بہر حال ہماری رائے یہ ہے۔ کہ اپنے ماضی کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے حکمران جماعت نے کشمیر کے مسئلے کو بغیر سوچے سمجھے ایک بار پھر اچھال کر پاکستان کی ساکھ اور وقار کو بری طرح مجروح کیا ہے"

(روزنامہ تسنیم لاہور مورخہ ۸ مارچ ۱۹۵۶ء)

اب ذرا یکم مارچ کے اداریہ "احمقوں کی جنت سے نکلئے" کے شروع اور آخر کے دو ٹکڑے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

"ہر ایسی بین الاقوامی کانفرنس کے موقعہ پر جس میں پاکستان شرکت کر رہا ہو۔ ہمارے ہاں یہ آواز اٹھائی جاتی ہے۔ کہ اس کے سامنے کشمیر کا مسئلہ لایا جائے۔ نہ تو یہ سوچا جاتا ہے کہ اس کانفرنس سے اس مسئلے کا کوئی تعلق ہے یا نہیں اور نہ بات پر اس پہلو سے غور کیا جاتا ہے۔ کہ ایسی کانفرنس ہی اس مسئلے کے منصفانہ حل کے لئے فضا ساز گار بھی ہو گی یا نہیں۔ اور بین الاقوامی سیاسی طریقوں اور روایات کی رو سے کوئی ہمارے اس مطالبے کو اہمیت بھی دے گا یا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ایسے موقعوں پر ہم نے منہ کی کھائی۔ اور کسی ایسی کانفرنس میں کشمیر کا مسئلہ سنجیدگی سے زیر بحث نہ آیا۔

.... ہم حکمران جماعت اور پریس سے اپیل کریں گے۔ کہ وہ قوم کو احمقوں کی جنت کی سیر کرانے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ حقائق کا سامنا کریں۔ جب تک حالات کا حقیقت پسندانہ مطالعہ نہ کیا جائے۔ چاہے اس میں بعض ناگوار پہلوؤں کا بھی سامنا کرنا پڑے۔ تب تک کسی ملک کے لئے صحیح پالیسی وضع کرنا ممکن نہیں ہوتا۔"

(روزنامہ تسنیم لاہور مورخہ یکم مارچ ۱۹۵۶ء)

چند ہی روز کے بعد جب سیٹو میں کشمیر اور افغانستان کے متعلق پاکستان کے ادعا کے مطابق اور روزنامہ تسنیم کے مدیر محترم کی توقع کے بالکل متضاد ریزولیوشن پاس ہو گئے۔ تو مدیر محترم کو سخت مشکل درپیش ہوئی۔ اور تو کچھ سوجھی نہیں گھبراہٹ میں "رائے عامہ کی فتح" کے زیر عنوان ایک اداریہ لکھ دیا ہے۔ جو ۱۱ مارچ کی اشاعت میں اس طرح شروع ہوتا ہے:۔

"غالباً یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ ہمارے حکمرانوں نے پاکستان کی رائے عامہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے بین الاقوامی سطح پر ایک معاملے میں مضبوط موقف اختیار کیا ہے۔ اور بالآخر جنوب مشرقی ایشیائی معاہدے کی تنظیم اپنے کراچی کے اجلاس میں کشمیر کے مسئلے پر کچھ نہ کچھ اظہار رائے کرنے پر مجبور ہو گئی ہے۔ اجلاس سے قبل یہ بات بالکل واضح تھی کہ برطانیہ اور امریکہ اس معاملے میں پنڈت نہرو کے حساس مزاج کا بہت زیادہ احترام کرنے کے حق میں ہیں۔ اور ان کا طرز عمل صاف طور پر بتا رہا تھا۔ کہ وہ بھارت کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں۔ کہ بھارت اور پاکستان کے تنازعات میں وہ مکمل غیر جانبداری کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ اور پھر اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ اس موقع پر بھارت کی حکومت نے سیٹو میں شامل حکومتوں پر بہت زیادہ ڈپلومیٹک دباؤ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اور بھارتی پریس میں بھی اس مسئلے پر بہت کچھ کہا گیا ہے۔ لیکن کشمیر کا مسئلہ اس ملک کے عوام کے نزدیک نہایت ہی اہم ہے۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ یہاں کے پریس نے قریب قریب یک زبان ہو کر امریکہ اور برطانیہ کے اس طرز عمل کی مذمت کی اور اپنی حکومت کو بھی متنبہ کیا کہ بھارت کی کھلی ہوئی دھاندلی اور روسی رہنماؤں کی مسئلہ کشمیر میں براہ راست مداخلت کے باوجود بھی اگر ہمارے حلیف زبان کھولنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ تو ہماری حکومت کو اپنی خارجہ پالیسی پر دوبارہ غور کرنا چاہیئے۔ اسی دباؤ ہی کا نتیجہ ہے۔ کہ جمہوری طاقتوں کو اپنے رویے میں کچھ نہ کچھ تبدیلی کرنی پڑی۔

اگرچہ مسئلے کے اس پہلو پر تو قطعاً کوئی اظہار رائے نہیں کیا گیا۔ کہ کشمیر کے قضیئے میں کون برسر حق ہے۔ اور کس کا طرز عمل ناانصافی پر مبنی ہے۔ لیکن اس کے باوجود کانفرنس کا متفقہ طور پر یہ کہہ دینا کہ کشمیر میں انجمن اقوام متحدہ کے فیصلے کے مطابق رائے شماری کرائی جائے۔ بین الاقوامی حلقوں میں ہماری اخلاقی پوزیشن کو بہت مضبوط بنا دیتا ہے۔ اگرچہ محض اس بات سے ہمیں کشمیر تو حاصل نہ ہو جائے گا۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ موجودہ دور میں یہ باتیں اپنا اثر رکھتی ہیں۔"

(روزنامہ تسنیم لاہور مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۵۶ء)

سچ ہے روزنامہ تسنیم بادشاہ کا نوکر ہے۔ کوئی بینگن کا نوکر تھوڑا ہے۔ جب بادشاہ نے بینگن کی مذمت کی۔ تو بینگن بُرا اور جب تعریف کی۔ تو بینگن قابل تعریف۔ یہاں تسنیم کی مزعومہ رائے عامہ کو بادشاہ کی بجائے رکھ لیجیئے۔ اور حکمرانوں کو بینگن تصور کر لیجیئے۔ جب حکمران تسنیم کی مزعومہ رائے عامہ سے دب جائیں۔ تو خیر اچھے ہی سہی۔ لیکن اگر نہ دبیں۔ تو ان سے بُرا کوئی نہیں۔

تسنیم کے نزدیک اصل چیز دنیا میں اگر کوئی ہے۔ تو رائے عامہ ہے۔ اور رائے عامہ بھی وہ کہ جس کا وجود عالم ہست و بود میں ہو یا نہ ہو۔ مگر جس کو اسلامی جماعت کے نزدیک "رائے عامہ" جان لینا چاہیئے۔ یہاں آپ دیکھیں گے کہ پہلے دو اداریوں میں رائے عامہ کا کہیں وجود نظر نہیں آتا۔ صرف حکمران ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ بعض صحافتی حلقے ہیں۔ لیکن تیسرے اداریہ میں "رائے عامہ" کہیں آسمان سے خود بخود نازل ہو گئی ہے۔ اور اگر پہلے "رائے عامہ" کہیں ہوتی۔ تو ممکن نہ تھا۔ کہ مدیر محترم اپنے اصول کے مطابق حکمرانوں اور بعض صحافتی حلقوں کی اس طرح گت بناتے۔ جس طرح انہوں نے پہلے دو اداریوں "احمقوں کی جنت سے نکلئے" اور "بے تدبیری" میں بنائی ہے۔ کیونکہ اس وقت وہ رائے عامہ کے دباؤ سے کام کر رہے ہوتے۔

روزنامہ تسنیم کے مدیر محترم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم نے جو پہلے دو اداریوں میں کہا تھا۔ وہ اس وجہ سے "معقول" تھا۔ کہ قرائن سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ مغربی شاطر بھارت کو کسی قیمت پر ناراض کرنے پر آمادہ نہیں کئے جا سکتے تھے۔ مگر تیسرے اداریہ کے وقت ہمیں معلوم ہوا۔ کہ پاکستان کے حکمرانوں کے پیچھے دراصل "رائے عامہ" کی مخفی غیر مرئی اور غیر محسوس طاقت کام کر رہی تھی جس کو ہم بروقت یعنی پہلے دو اداریے لکھتے وقت نہیں دیکھ سکے تھے۔ اور گو اب بھی نہیں دیکھ سکتے۔ مگر چونکہ ہمیں یقین ہے۔ کہ ہمارے حکمران بغیر "رائے عامہ" کے دباؤ کے کوئی اچھا کام نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ کچھ ازلی طور پر ایسے ہی واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے لامحالہ ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ یہ سب کچھ "رائے عامہ" کا ہی کرشمہ ہے۔ اور رائے عامہ تو وہ چیز ہے۔ کہ دستور ساز اسمبلی کو حکمران جان سے مار بھی دیں۔ تو وہ اس کو از سر نو زندہ کر کے اسلامی دستور بنوا سکتی ہے۔ اور "رائے عامہ" کے لئے ہی تو مولانا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی مشرقی بنگال کے دورے پر تشریف لے گئے تھے۔ یہ تو بُرا ہو کمبخت عوامی لیگ کا کہ اس نے مودودی صاحب تو مودودی صاحب بلکہ نعوذ باللہ "اسلامی قانون" کے خلاف بھی عوام سے نعرے لگوا دیئے۔ اور شاندار استقبال اور عظیم الشان جلوس اور حاضرین کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر لاہور کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندروں کی طرح ہی آخر سراب ثابت ہوئے۔

جمہوریت میں "رائے عامہ" واقعی بڑی طاقت ہے۔ لیکن اس کا اول تو کوئی وجود ہونا لازمی ہے۔ پھر اگر بظاہر کوئی وجود ہو بھی تو اس کی بنیاد ٹھوس اور حقیقی عدل و انصاف اور عقل کے اصول پر ہونی چاہیئے۔ ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے

(باقی صفحہ ۷ پر)

بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کی تلاش میں

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی ہندوستان میں آمد

از محترم شیخ عبدالقادر صاحب لائلپوری

جب حضرت مسیح ناصری علیہ السلام مبعوث ہوئے تو اہل یہود صحف سماوی کی پیشگوئیوں کی رو سے یہ سمجھتے تھے کہ آنے والے مسیح نے نسلِ داؤد کے ایک شہنشاہ کی صورت میں ظاہر ہونا ہے۔ وہ بڑی طاقت اور عظیم لشکر جمع کرے گا۔ اور یہود کو غیر قوموں کی حکومت سے مخلصی بخشے گا۔ اور اس کے ذریعہ بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل بحال ہوں گے۔ اور پھر وہ اپنے وطن واپس لوٹیں گے۔ مسٹر ای۔ اے گارڈی نر ایم۔ اے اپنی کتاب "The Life & Teaching of Christ" میں یہود کی ان تمناؤں کے متعلق مندرجہ ذیل نوٹ دیتے ہیں:۔

"آنے والے مسیح کی بادشاہت کے متعلق یہود اس نظریہ کے حامل تھے۔ کہ آنے والا موعود نسلِ داؤد کا ایک شہزادہ ہوگا۔ اس کی آمد سے پہلے ایلیا نبی کا ظہور ہوگا۔ مسیح آکر غیر قوموں کے تسلط سے نجات دیگا اور قوم یہود کی آزادی اور خود مختاری کو بحال کردے گا۔ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل واپس لوٹینگے اور آخر قومی بحالی اور سربلندی کے سنہری دور کا آغاز ہوگا۔"

(صفحہ ۵)

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے آکر یہود کے ان تصورات کے برعکس یہ بتایا کہ صحف سماوی کی پیشگوئیاں برحق ہیں۔ لیکن آسمانی کتابوں کے محاورے نہ سمجھنے کے باعث ظاہر پرست لوگوں کو ہمیشہ ٹھوکر لگی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے نبیوں کو کہنا پڑا۔

"تم کانوں سے سنو گے مگر سمجھو گے نہیں۔ اور آنکھوں سے مشاہدہ کرو گے پر دریافت نہ کرو گے۔"

میری قوم کو بھی یہی ٹھوکر لگی۔ انہوں نے صحف سماوی کی پیشگوئیوں کو ظاہر پر محمول کیا۔ ان کی تمنائیں بر نہ آئیں۔ اور وہ ایک صادق انسان کو رد کر کے مغضوب قوم بن گئے۔ حضرت مسیح ناصری نے صحف سماوی کی پیشگوئیوں کی اصل حقیقت بیان کی اور فرمایا کہ:۔

(۱) "مسیح کی بادشاہت سے مراد آسمانی بادشاہت ہے نہ کہ زمینی بادشاہت۔" (یوحنا ۱۸/۳۶)

(۲) ایلیا کی آسمانی آمد سے مراد اس کے مثیل کی آمد ہے جو یوحنا کے وجود میں ظاہر ہوچکی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہ کہ ایلیا کا بجسدِ عنصری آسمان سے نزول"

(۳) بنی اسرائیل کی مخلصی سے مراد ان کی روحانی اصلاح ہے نہ کہ غیر قوموں کے مقابلہ اور جہاد بالسیف کے ذریعہ بنی اسرائیل کا سیاسی تسلط۔

(۴) بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کی واپسی سے مراد یہ ہے کہ مجھے یہاں سے ہجرت کر کے ان قوموں کی تلاش میں ان کے پاس جانا ہوگا۔ وہ آسمانی آواز کی شنوا ہوں گی۔ اور مجھ پر ایمان لاکر برکات حاصل کریں گی۔ اور یوں ان کی روحانی بحالی ہوگی۔

(یوحنا ۱۰/۱۶،۱۲،۱۴)

یہ مراد نہیں کہ وہ قومیں میرے زمانہ میں اپنے وطن میں بحال ہوجائیں گی۔

میرا آج کا مضمون شق چہارم سے تعلق رکھتا ہے۔ آیئے! ہم دیکھیں کہ یہود میں یہ تصور کس طرح پیدا ہوا کہ آنے والا موعود بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کو ملک کنعان میں بحال کرے گا۔ حضرت عزرا نبی کے مکاشفات میں ہمیں اس سوال کا جواب مل جاتا ہے۔ یہ مکاشفات یہود کے اس تصور کی اساس ہیں:

حضرت عزرا نبی کے مکاشفات میں لکھا ہے۔ کہ آنیوالے موعود کے پاس ان بنی اسرائیل کا پرامن گروہ جمع ہوگا۔ جو آشوری بادشاہ کے ذریعہ جلاوطن کردیئے گئے۔ اور مختلف ملکوں میں ہوتے ہوئے بالآخر وہ سرزمین ارسارۃ (شمال مغربی ہندوستان کے علاقہ) میں بس گئے۔ کشف چونکہ تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ یہود اپنی ظاہر پرستی کے باعث یہ سمجھے۔ کہ چونکہ مسیح نے یروشلم میں سریر آرائے حکومت ہونا ہے۔ اس لئے گمشدہ اسباط عشرہ بھی یروشلم میں آئیں گے۔ حالانکہ اس کا مطلب صرف اتنا تھا۔ کہ حضرت مسیح کو ان قبائل میں جانا ہوگا۔ اور وہ لوگ اس روحانی مرکز کے اردگرد جمع ہوں گے۔ اور ان کی روحانی بحالی ہوگی حضرت مسیح ناصری نے ان پیشگوئیوں کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ اب عزرا نبی کا کشف اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وضاحت درج ذیل ہے۔

عزرا نبی کا مکاشفہ

حضرت عزرا نبی کو ایک کشف میں بتایا گیا کہ آنے والے موعود کے زمانہ میں دو گروہ ہوں گے۔ ایک گروہ اس کی تکذیب و انکار کرے گا۔ اور اس سے برسرِ پیکار ہوگا۔ یہ گروہ مامور خدا کی روحانی تاثیرات کے ذریعہ طاعون جنگ اور مختلف عذابات میں تباہ و برباد ہوجائے گا۔ دوسرا عظیم گروہ ایسے لوگوں کا ہوگا۔ جو کہ پرامن ہوں گے۔ یہ گروہ مسیح کے افاضۂ روحانی سے فیض یاب ہوگا۔ اس دوسرے گروہ کے متعلق کشف کی تعبیر کے سلسلہ میں لکھا ہے:۔

"اے عزرا جیسے کہ تم نے کشف میں دیکھا کہ آنے والے موعود نے ایک اور گروہ کو جو کہ پرامن تھا۔ اپنے اردگرد جمع کیا۔ سو اس کی تعبیر یہ ہے۔ کہ یہ گروہ وہ دس اسرائیلی قبائل ہیں۔ جو کہ ہوسیا بادشاہ کے زمانہ میں اپنی سرزمین سے نکالے گئے جنہیں آشوری بادشاہ سالمنزر غلام بنا کر لے گیا تھا۔ اس نے ان کو دریا کے پار ایک دوسری سرزمین میں لے جاکر بسا دیا۔ بنی اسرائیل کے ان دس قبائل نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ غیر قوم کے ملک کو چھوڑ کر وہ کسی اگلے ملک میں چلے جائیں۔ ایسی جگہ جو انسانی آبادی سے خالی ہو۔ تاکہ وہ اپنی ان روایات کو قائم رکھ سکیں۔ جنہیں وہ اپنے وطن میں وہاں سے نکل آنے کے باعث قائم نہ رکھ سکے۔ اس فیصلہ کے بعد یہ قبائل عازم سفر ہوئے اور دریائے فرات کے تنگ راستوں سے گزرے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان کے لئے دریا کی روانی کو کم کردیا حتیٰ کہ وہ دریا پار کر گئے یہاں سے گزر کر منزل مقصود کی طرف ایک بڑا راستہ جاتا تھا۔ اس راستہ پر گامزن ہوکر ڈیڑھ سال کے سفر کے بعد وہ سرزمین "ارسارۃ" میں پہنچے۔ (جو کہ شمال مغربی ہندوستان کے ایک علاقہ کا قدیم نام تھا) جہاں کہ وہ بس گئے وہاں وہ عرصہ دراز تک قیام پذیر رہیں گے۔ اور جب وہ دوبارہ واپس آئیں گے۔ تو خدا تعالیٰ دریا کی روانی کو پھر آہستہ کردے گا۔ تاکہ وہ اس میں سے گزر سکیں۔ یہی وہ گروہ ہے جسے تم نے کشف میں دیکھا۔ کہ وہ آنے والے موعود کے اردگرد پرامن طور پر جمع ہوا۔

(II. Esdras Chapter XIII)

حضرت عزرا نبی کے ان کشوف کو چونکہ سینکڑوں سال کے بعد جمع کیا گیا۔ اس لئے ان کی تعبیر میں یہود کے اپنے تصورات داخل ہوگئے۔ یہود یہ یقین رکھتے تھے۔ کہ مسیح یروشلم میں برسرِ حکومت ہوگا۔ اس کی حکومت ابدی ہوگی۔ لہذا بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کی واپسی سے مراد ان کی فلسطین میں واپسی ہے۔ چنانچہ اس کشف کے آخر میں یہ لکھ دیا گیا کہ یہ کشوف عہد عتیق کے اس حصہ

سکتے ہیں جیسے دو بارہ زندہ کرنا کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو بائیبل کے مجموعہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ محققین کے نزدیک مسلّمہ ہے کہ ان کشوف میں الٰہی عنصر شامل ہے۔ اور بعض تصورات جو کہ یہود کے خاص تھے دخیل ہو گئے۔

حضرت عزرا نبی کا کشف دراصل صرف یہ تھا کہ مسیح کی مخالفت کرنے والا ایک گروہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اور دوسرا گروہ آپ پر ایمان لا کر اپنے اس روحانی مرکز کے ارد گرد جمع ہو گا۔ گویا وہ دوبارہ بحال ہو جائے گا۔ یہ دوسرا گروہ قدیم ہندوستان کے شمال مغرب میں بسنے والے بنی اسرائیل کے دس فرقے تھے۔ جن کے لئے یہ مقدر تھا کہ وہ حضرت مسیح ناصریؑ پر ایمان لا کر کھوئی ہوئی روحانی زندگی دوبارہ حاصل کریں۔ یہود چونکہ زیادہ تر ظاہر پرست تھے۔ اسلئے انہوں نے اس کشف سے یہ سمجھا کہ مسیح جب غیر قوموں کو کنعان سے باہر نکال کر یروشلم میں حکمران ہو گا تو اس کے پاس یروشلم میں بنی اسرائیل کے یہ گمشدہ قبائل گروہ در گروہ جمع ہوں گے۔ اور یہی تعبیر ان کشوف کے جمع کرنے والے نے داخل کتاب کر دی۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام چونکہ اپنے سلسلہ کے مجدد تھے۔ آپ نے باطل روایات سے قطع نظر اصل حقیقت بیان کی ہے کہ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کی واپسی سے مراد ان کی روحانی بحالی ہے جو مسیح کے اس جگہ جانے کے ذریعہ تکمیل کو پہنچے گی۔ جہاں یہ قبائل بس رہے ہیں۔ مندرجہ ذیل حوالجات اس سلسلہ میں قابل غور ہیں حضرت مسیح ناصریؑ فرماتے ہیں:-

۱۔ "اچھا چرواہا میں ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں اور میری بھیڑیں مجھے جانتی ہیں۔ اور میں اپنی بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں۔ اور میری اور بھی بھیڑیں ہیں۔ جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں مجھے ان کو بھی لانا ضرور ہے۔ اور وہ میری آواز سنیں گی۔ پھر ایک گلہ ہو گا اور ایک ہی چرواہا ہو گا۔" (یوحنا $\frac{10}{14 \text{ تا } 16}$)

۲۔ "یسوع نے کہا۔ میں اور تھوڑے دنوں تک تمہارے پاس ہوں۔ پھر اپنے بھیجنے والے کے پاس جاتا ہوں (یعنی خدا تعالیٰ کی راہ میں ہجرت اختیار کر جاؤں گا) تم مجھے ڈھونڈو گے مگر نہ پاؤ گے۔ اور جہاں میں ہوں گا۔ تم نہیں آ سکتے۔ یہودیوں نے آپس میں کہا کہ یہ کہاں جائے گا۔ کیا ان (بنی اسرائیل) کے پاس جائے گا۔ جو غیر قوموں میں پراگندہ ہیں۔ اور غیر قوموں کو تعلیم دے گا؟ یہ کیا بات ہے جو اس نے کہی کہ تم مجھے ڈھونڈو گے مگر نہ پاؤ گے۔ اور جہاں میں ہوں گا تم نہیں آ سکتے"

(یوحنا $\frac{7}{33 \text{ تا } 36}$)

(کیتھولک بائیبل)

ان آیات کی شرح میں پیکس تفسیر بائیبل میں لکھا ہے:-

"قوم یہود کے سردار مسیح کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ مسیح اس خطرے سے باخبر ہے۔ وہ اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ زیادہ دیر تک نہ رہے گا۔ وہ اسے ملنا چاہیں گے۔ لیکن نہ پا سکیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شاید مسیح ان علاقوں میں جانے کے لئے سوچ رہا تھا۔ جہاں یہود جلاوطنی کے بعد بس گئے تھے"

۳۔ پھر لکھا ہے:-

"لوگوں نے اس کو جواب دیا۔ ہم نے شریعت کی یہ بات سنی ہے کہ مسیح ابد تک (یروشلم میں) رہے گا۔ پھر تو کیونکر کہتا ہے کہ مسیح ابن آدم کے لئے لازم ہے کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔ یہ ابن آدم کون ہے؟ پس یسوع نے ان سے کہا کہ اور تھوڑی دیر تک نور تمہارے درمیان ہے"۔

یوحنا $\frac{12}{34}$

یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے کہ عام تراجم میں فقرہ "ابن آدم کے لئے لازم ہے کہ یہاں سے چلا جائے" کی بجائے یہ ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ "ابن آدم کے لئے ضرور ہے کہ وہ اونچے پر چڑھایا جائے"۔ یہ ترجمہ بے معنی ہے اور غلط ثابت ہو چکا ہے۔ پروفیسر چارلس کٹسلر ٹوری نے جو کہ السنۂ سامیہ کے بہت بڑے ماہر ہیں اپنے ترجمہ انجیل (The four Gospels A New Translation) میں اس غلطی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح ناصریؑ کی مادری زبان آرامی تھی۔ آرامی کی رو سے یہ ترجمہ بالکل غلط ہے۔ اس آیت پر ان کا نوٹ درج ذیل ہے۔

"آرامی کا لفظ جس کے معنی اوپر اٹھائے جانے کے ہیں اکثر اوقات یہ لفظ ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح زمین سے اوپر اٹھائے جانے کا محاورہ فلسطین کی زمین سے دوسری جگہ جانے کے لئے مستعمل تھا"۔ (صفحہ ۲۱۴)

اسی تحقیق کے پیش نظر پروفیسر موصوف نے وہ ترجمہ دیا ہے۔ جو کہ میں نے اوپر درج کیا ہے۔ جس میں واضح طور پر حضرت مسیح کی ہجرت کا ذکر ہے۔

ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح کے لئے صحف سماوی کی پیشگوئی کہ "بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل اس کے ذریعہ بحال ہوں گے"۔ صرف یہ معنی رکھتی ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ کو اپنے وطن سے ہجرت کر کے ان علاقوں میں جانا ہو گا۔ جہاں یہ قبائل مدت مدید سے سکونت پذیر تھے مسیحا کے ذریعہ دینی و روحانی بحالی کے منتظر تھے۔ یہود کا یہ خیال غلط تھا کہ ان قبائل نے دوبارہ اپنے وطن میں واپس لوٹ آنا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ کی یہ سکیم تھی کہ وہ ارض فلسطین سے ہجرت کر کے ان علاقوں میں چلے جائیں۔ جہاں ان کا گلہ منتشر تھا۔ پس اپنے مشن کی تکمیل کے لئے آپ کے لئے ضروری تھا کہ آپ فلسطین سے ہجرت اختیار کرتے اور بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کو روحانی مائدہ سے سیر کرنے کے لئے ان کے پاس پہنچتے۔ آپ کا مشن چونکہ ابھی باقی تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو صلیب سے زندہ اتار لیا تاکہ آپ اپنے مشن کی تکمیل پر دوام ہو سکیں۔

ایک قدیم دستاویز مکتوب سکندریہ میں جس میں حضرت مسیح ناصریؑ کے صلیب سے نجات پانے کے حالات درج ہیں۔ حضرت مسیح ناصریؑ کے اس مشن کا ذکر انہی کے الفاظ میں بعبارت ذیل درج ہے۔

۱۔ "یوحنا کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جس نے بپتسمہ دیا تھا اس کے دشمنوں نے قتل کر دیا اور مجھے میرے خدا نے اپنا ہاتھ بڑھا کر دشمنوں کے پنجے سے چھڑا لیا۔ اس میں بھید یہ ہے کہ مجھے کسی خاص اور اہم کام کے لئے زندگی دی گئی۔ آرام اور استراحت کے لئے نہیں" صفحہ ۱۰۳

۲۔ "خدا نے مجھے پھر اٹھایا ہے تاکہ وہ بات جو میں تعلیم کیا کرتا تھا اسکو صحیح ثابت کروں اور اپنے شاگردوں کو دکھاؤں کہ میں زندہ ہوں"۔ (صفحہ ۱۰۶)

---

[۱] یہ محاورہ قرآن مجید میں بھی مستعمل ہوا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کا ذکر بایں الفاظ ہوا۔ وقال انی مہاجر الی ربی۔ دوسری جگہ ہے۔ وقال انی ذاھب الی ربی۔ گویا خدا تعالیٰ کی طرف جانے سے مراد یہاں ہجرت ہے۔

۳۔ "مجھے موت کا کچھ ڈر نہیں۔ کیونکہ وہ تو اٹل ہے اور دشمن اس بات کا اعتراف کریں گے۔ کہ خدا نے مجھے بچا لیا ہے۔ اور مشیتِ ایزدی یہی ہے۔ کہ میں (ابھی) زندہ رہوں مروں نہیں۔۔۔۔۔ میرے اندر خدا کی آواز موت کے خوف پر غالب ہے۔" (ص۹۱)

۴۔ "جب تک میرا باپ مجھے میرا مشن پورا کرنے کے لئے نہیں بلائے گا۔ میں اسی جگہ قیام رکھوں گا۔" (ص۱۰۳)

۵۔ "میں یہ نہیں بتا سکتا۔ کہ اب کہاں جاؤں گا۔ کیونکہ میں اس امر کو مخفی رکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔" (ص۹۷)

"ارسارۃ" سے کونسا علاقہ مراد ہے؟

عزرانبی کے مکاشفہ میں یہ ذکر آیا ہے۔ کہ بنی اسرائیل کے دس فرقے دریائے فرات کو پار کر کے ڈیڑھ سال کے سفر کے بعد دور مشرق میں سرزمینِ ارسارۃ میں جا کر بس گئے۔ دریائے فرات جو کہ انیس سو میل لمبا ہے۔ اس زمانہ میں مشرق اور مغرب میں حد کے طور پر سمجھا جاتا تھا۔ دریائے فرات کے اس پار دور مشرق میں وہ کونسا ملک ہے۔ جسے سرزمینِ ارسارۃ قرار دیا گیا ہے۔ یہ امر فیصلہ طلب ہے۔

پرانوں میں ہندوستان کے شمال مغرب میں ایک علاقے کا نام "آراسا" آیا ہے۔ یہ علاقہ موجودہ ضلع ہزارہ اور اس کے قرب وجوار کے علاقہ پر مشتمل تھا۔

اسی طرح پنڈت کلہن نے آج سے کم وبیش ایک ہزار سال قبل اپنی کتاب راج ترنگنی میں بار بار "اُرشا" کا ذکر کیا ہے۔ جو کہ کشمیر کی ہمسایہ مملکت تھی۔ ٹھاکر اچھر چند راج ترنگنی کے اردو ترجمہ میں لکھتے ہیں:۔

"اُرشہ بلاشبہ اس پہاڑی علاقے کا نام ہے۔ جو دریائے وتشا (جہلم) کے بالائی حصے اور سندھ کے مابین واقع ہے۔ اس کا بہت بڑا حصہ اب انگریزی ضلع ہزارہ میں آچکا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مہابھارت میں "ارسگا" کا جو لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے غالباً اُرشہ ہی مراد ہے۔ سکندر اعظم نے پنجاب پر جو چڑھائی کی تھی۔ اس میں اس علاقے کے راجہ کا نام "ارسی کس" لکھا ہے۔

اُرشا کا نام بارہا راج ترنگنی میں آتا ہے۔ ارشا کا قدیم صدر مقام جنرل کننگھم کے "جغرافیہ قدیم" کے صفحہ ۱۰۴ کی رو سے موجودہ مانسہرہ اور ایبٹ آباد

---

[۱] ملاحظہ ہو مارکنڈیا پران

کے درمیان کہیں پر واقع تھا۔"

(مکمل راج ترنگنی جلد اول نوٹ نمبر ۲۰۴ و جلد دوئم "کشمیر کا جغرافیہ قدیم" ص۱۸۵)

یہی اُرشا کا علاقہ ہے۔ جسے عزرانبی کی کتاب میں ارسارۃ قرار دیا گیا۔

(۱) میجر ایچ۔ ڈبلیو۔ بلیو اپنی کتاب "دی ریسز آف افغانستان" میں لکھتے ہیں:۔

"اس قوم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ افغان لوگ ملک سیریا سے آئے ہیں۔ بخت نصر نے انہیں قید کیا۔ اور پرشیا اور میدیا کے علاقوں میں انہیں آباد کیا۔ ان مقامات سے کسی بعد کے زمانہ میں مشرق کی طرف نکل کر غور کے پہاڑی ملک میں جا بسے۔ جہاں یہ لوگ ہمسایہ قوموں میں "بنی افغان" اور "بنی اسرائیل" کے نام سے مشہور ہوئے۔ اس کے ثبوت میں عزرانبی کی کتاب کی یہ شہادت موجود ہے۔ کہ بنی اسرائیل کی دس قومیں جو اسیری میں گئیں۔ قید سے بھاگ کر ملک ارسارۃ میں پناہ گزیں ہوئیں۔ اور یہ اس علاقہ کا نام معلوم ہوتا ہے۔ جسے آج کل ہزارہ کہتے ہیں۔"

اس کے بعد مصنف مذکور اسی تسلسل میں طبقات ناصری کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اسی طرح تاریخ کی ایک کتاب "طبقات ناصری" میں جس میں چنگیز خاں کی فتوحات کا ذکر ہے۔ لکھا ہے۔ کہ شنسبی خاندان کے زمانہ میں یہاں ایک قوم آباد تھی۔ جس کو بنی اسرائیل کہتے تھے۔ اور بعض ان میں بڑے بڑے تاجر تھے۔" (ص۱۵)

بائیبل میں آستر کی کتاب میں بھی یہ شہادت موجود ہے۔ کہ بنی اسرائیل فارس کی سلطنت میں دریائے سندھ تک پھیل چکے تھے۔ (آستر ۸/۹) اس حوالہ کی وضاحت کے لئے ملاحظہ ہو "تاریخ بائیبل اردو ص۴۰۸"

(۲) تھامس لیڈلی اپنی کتاب میں افغانوں کی قدیم تاریخ پر بحث کرتے ہوئے اُرسا اور ارسارۃ کو ایک ہی قرار دیتے ہیں۔ اور اس سے مراد ضلع ہزارہ لیتے ہیں[۱]۔ اور اب تو محققین یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس علاقہ کے قرب وجوار میں کسی زمانہ میں آرامی زبان بولی اور لکھی جاتی تھی۔ اور جب سے ٹیکسلا کی کھدائی میں آرامی زبان کا کتبہ ملا ہے۔ یہ تھیوری کہ ہندوستان کے شمال مغرب کے ایک حصہ میں آرامی زبان کا دور دورہ رہا۔ یقین کی حد تک پہنچ چکی ہے[۲]

---

[۱] Themes Ledlie More Ledlian, Calcutta Review January 1898.

[۲] "ٹیکسلا" از سر جان مارشل جلد اول ص۱۵

یہ بھی یاد رہے کہ ہندوستان کے شمال مغرب میں کم وبیش آٹھ سو سال تک "خروستھی" رسم الخط رائج رہا۔ جو کہ مسلّمہ طور پر آرامی رسم الخط کی ایک دوسری صورت ہے۔ یعنی آرامی خط کو پراکرت کی آوازوں کا ہم آہنگ بنانے کے نتیجہ میں خروستھی رسم الخط پیدا ہوا۔

یہاں یہ واضح رہے۔ کہ قدیم ہندوستان میں بسنے والے بنی اسرائیل کی زبان آرامی تھی۔ عبرانی زبان وہ بھول چکے تھے۔ آشور میدیا اور پرشیا میں عرصۂ دراز تک رہنے کے باعث مقامی زبان آرامی انہوں نے اختیار کر لی۔ ویسے اس زبان سے وہ اپنے وطن میں بھی شناسا اور مانوس تھے۔ اسیری میں عبرانی زبان بڑی حد تک متروک ہو گئی۔ تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ ترجمان کے بغیر عبرانی توریت کا ان کے لئے سمجھنا محال تھا[۳]۔

قدیم ہندوستان میں بنی اسرائیل کی زبان اور رسم الخط کے آثار کے موضوع پر ایک دوسرے مقالہ میں چونکہ بحث کی جائے گی (انشاء اللہ) اس لئے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ (الفرقان)

---

[۳] تاریخ بائیبل از پادری ولیم جی۔ بلیکی (اردو) ص۳۹۳۔

دورہ جماعت ہائے ضلع سیالکوٹ ملک محمد شفیع صاحب نائب مختار عام صدر انجمن احمدیہ بسلسلہ وصولی حصہ جائداد

ملک محمد شفیع صاحب نائب مختار عام صدر انجمن احمدیہ حصہ جائیداد کی وصولی کے سلسلہ میں مورخہ ۱۳ مارچ سے مندرجہ ذیل جماعتوں میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ جملہ عہدیداران جماعت واحباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ ان سے پورا پورا تعاون فرمائیں۔

سیالکوٹ شہر۔ ناروال۔ بدوملہی۔ ڈسکہ۔ گھٹیالیاں۔ نوشہرہ ککے زئیاں۔ لوئر نتار۔ اونچا جج۔ تلواڑہ۔ رائے پور۔ خانانوالی میانوالی۔ موسی والا۔ کھروہ۔ دانہ زیدکا۔ گھنوکے ججہ۔ بھکوہٹی۔ کھیوہ باجوہ۔ درگانوالی۔ ۔۔۔ کوٹ آغا عینو والی وغیرہ۔

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

نیوی میں بھرتی

نیوی کے لئے کیڈٹس کا آئندہ امتحان داخلہ ۲۲ تا ۲۶ مئی ۱۹۵۶ء کراچی۔ لاہور کوئٹہ۔ راولپنڈی۔ پشاور۔ ڈھاکہ۔ چٹاگانگ وسلہٹ میں ہوگا۔ شرائط: انٹرمیڈیٹ عمر ۵۶/۵/۱ کو ۱۶½ تا ۱۸½۔ درخواست کی آخری تاریخ ۵۶/۴/۱۵۔ تفصیل کے لئے Captain R.P.N. Barracks Queen Road Karachi کو یا Naval Recruiting officers ڈھاکہ، سلہٹ، پشاور اور لاہور کو لکھیں۔ (پاکستان ٹائمز ۵۶/۳/۱۲) (ناظر تعلیم ربوہ)

شرح چندہ جات خدام الاحمدیہ

نئی مجالس کی اطلاع کے لئے خدام الاحمدیہ کے چندہ جات کی شرح کا اعلان کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ متعلقہ خدام سے اس کے مطابق وصولی کر سکیں۔

(۱) چندہ مجلس:۔

(۱) برسر روزگار خدام سے (تاجر۔ ملازم اور زمیندار) ان کی ماہوار آمد پر ایک پائی فی روپیہ ماہوار۔ (۲) کالج کے طلباء سے ۴/ ماہوار (۳) ہائی کلاسز کے طلباء سے ۱/ ماہوار (۴) مڈل سکول کے طلباء سے ایک آنہ ماہوار۔ پرائمری کے طلباء سے دو پیسے ماہوار۔

(۲) سالانہ اجتماع:۔ ہر خادم کم از کم ایک روپیہ چندہ ادا کرے گا۔ لیکن ۷۵ روپے سے زائد آمد رکھنے والے خدام کے لئے شرح حسب ذیل ہوگی۔

۷۶ سے ۱۵۰ تک ماہوار آمد رکھنے والے خدام سے ڈیڑھ روپیہ۔ ۱۵۱ سے ۲۰۰ تک ماہوار آمد رکھنے والے خدام سے دو روپیہ۔

۲۰۰ سے زائد ماہوار آمد رکھنے والے خدام سے ہر سو یا سو کی کسر پر ایک روپیہ زائد

(۳) ریزرو خدمت خلق:۔ ایک آنہ ماہوار ہر خادم ادا کرے گا۔

(۴) تعمیر دفتر:۔ ہر خادم سے ایک سال کے چندہ مجلس کا تین گنا وصول کرنا ہوگا۔

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

مجالس خدام الاحمدیہ کی اطلاع کے لئے

اس سے قبل بھی یہ اعلان مؤرخہ ۱۸ فروری ۱۹۵۶ء کے اخبار الفضل میں اور رسالہ خالد ماہ مارچ میں کیا جا چکا ہے کہ گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بعض مجالس کے قائدین کی طرف سے یہ تجویز ہوئی تھی کہ قائدین اور مجالس خدام الاحمدیہ کو آپس میں رابطہ اور تعاون پیدا کرنا چاہئیے۔ چنانچہ مؤرخہ ۲۸ دسمبر ۵۵ء کو ایک میٹنگ نائب صدر صاحب اوّل کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش ہو کر منظور ہوئیں۔ اس اجلاس میں مندرجہ ذیل مجالس شریک ہوئیں

کراچی۔ کوئٹہ۔ راولپنڈی۔ خانیوال۔ منٹگمری۔ لاہور۔ لائلپور۔ سیالکوٹ۔ پشاور۔ ذیل کی تجاویز منظور ہوئیں۔ چونکہ دو تجاویز ۱۰-۱۱ پہلی اشاعت میں شائع نہیں ہو سکیں اس لئے اب مجالس کی اطلاع کے لئے اسے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ براہ کرم قائدین خدام الاحمدیہ عمل کرنے کی کوشش کریں اس سے مجلس کے کام کو احسن طور پر چلانے کی مدد ملے گی

(۱) پہلے یہ کام (مجالس میں رابطہ پیدا کرنا) ان مجالس سے ہی شروع کیا جائے اور پھر بعد میں اسے وسیع کیا جائے۔

(۲) مجالس اپنے نمایاں کاموں سے باقی مجالس کو بھی مطلع کیا کریں تاکہ وہ اس پروگرام پر عمل کر کے ترقی کر سکیں۔

(۳) عہدیدار صاحبان جب دوسری مجالس میں جائیں تو ان کے قائدین اور دوسرے عہدیداران کو ضرور ملیں

(۴) مجالس اپنے سال بھر کے پروگراموں کی کاپیاں باقی مجالس کو بھجوایا کریں تاکہ ایک دوسرے کے پروگراموں کی خوبیوں کو اپنایا جا سکے۔

(۵) جب کسی مجلس کا کوئی خادم دوسری مجلس میں جانے لگے تو اپنے قائد کو ضرور مل کر جائے۔ تاکہ اگر وہاں کی مجلس سے کوئی کام ہو تو ان کے ذریعہ کرایا جا سکے اور رابطہ پیدا کیا جا سکے۔

(۶) دعوت نامے بھیج کر قائدین کو اپنے ہاں مدعو کیا جائے۔

(۷) جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قائدین اور نائب قائدین کو اکٹھا ایک ہی جگہ ٹھہرایا جائے تاکہ تعلق بڑھے

(۸) قائدین مجالس کے نام اور پتہ جات لکھ کر شائع کیا کرے۔

(۹) عہدیداروں کا دفتر قائم کیا جائے۔

(۱۰) ہر مجلس ہر ماہ کم از کم ایک چھٹی دوسری مجالس کو تحریر کیا کرے۔

(۱۱) "مجلس خدام الاحمدیہ" کو دوسرے اداروں (مثلاً ریڈ کراس سوسائٹی) سے متعارف کرنے کے لئے دفتر مرکزیہ سے درخواست کی جائے کہ وہ مرکزی طور پر مجلس کے اغراض و مقاصد شائع کرے

(ب) اندرونی طور پر مجلس کی تنظیم کی طرف توجہ دی جائے۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

حج بیت اللہ کے لئے نمائندہ کا انتخاب

احباب کو علم ہو گیا ہو گا کہ امسال حج کے لئے درخواستیں حج بکنگ آفس کراچی میں پہنچنے کی تاریخیں ۹ تا ۱۴ مارچ ۵۶ء مقرر ہوئی ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے حج پر جانے کے لئے کسی ایک دوست کو چھ صد روپیہ کی پیشکش کا سلسلہ چند سالوں سے جاری ہے۔ جو احباب اس سے استفادہ کرنا چاہیں وہ مجلس کے مقررہ فارم پر درخواست ۱۸ مارچ ۵۶ء تک مرکزی دفتر میں پہنچا دیں۔ اسکے بعد انشاء اللہ جملہ درخواستوں پر غور کر کے کسی ایک دوست کو بطور نمائندہ منتخب کر لیا جائے گا۔

مہتمم اصلاح و ارشاد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

ایک سی ٹی یا جے اے وی استانی کی ضرورت

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ واقفین کے بچوں کے لئے ایک پرائمری سکول جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس میں واقفین کے بچوں کو مفت تعلیم دی جائے اور ان کی تربیت کا خاص خیال رکھا جائے یہ سکول فی الحال چار جماعتوں کا ہو گا جس کو چلانے کے لئے ہمیں ایک سی ٹی استانی جس نے سی ٹی کی ٹریننگ بھی لی ہوئی ہو اور ایک جے۔ اے۔ وی یا میٹرک نارمل پاس کی ضرورت ہے۔ تنخواہ انشاء اللہ گریڈ کے مطابق ہی دی جائے گی۔

درخواستیں جلد از جلد پہنچ جانی چاہئیں تاکہ نئے تعلیمی سال سے پڑھائی شروع ہو جائے۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

(۲) میں ٹی بی کی بیماری میں مبتلا ہوں۔ بزرگان سلسلہ صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں

طارق ولد صوفی فضل محمد ضلع بہاول نگر

رپورٹ چندہ سکنڈے نیوین مشن

اور

لجنات اماء اللہ پاکستان کا فرض

۱۵ اکتوبر ۵۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چندہ سکنڈے نیوین مشن کی تحریک جماعت میں فرمائی تھی اور لجنہ اماء اللہ کے ذمہ تین ہزار کی حقیر رقم لگائی تھی۔ حضور کی تحریک پر قریباً پانچ ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے لیکن ابھی تک کل ۹۷۰/۸/- کی رقم اس مد میں جمع ہوئی ہے۔ گویا قریباً نصف سال میں کل رقم کا تیسرا حصہ بھی جمع نہیں ہوا۔ جو یقیناً لجنات اماء اللہ کی سستی اور غفلت پر دلالت کرتا ہے۔ عہدہ داران کو چاہئیے کہ وہ جلد از جلد یہ چندہ جمع کر کے ارسال کریں۔ جن مقامات میں لجنات اماء اللہ نہیں ہیں وہاں کی بہنیں براہ راست اپنا چندہ بھجوا سکتی ہیں۔ جن لجنات کی طرف سے چندہ موصول ہو چکا ہے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مقام	رقم	مقام	رقم
سانگلہ ہل	۱۶-۴-۰	راولپنڈی چھاؤنی	۱۹-۶-۰
بھاگا بھٹیاں	۱۲-۰-۰	ملتان چھاؤنی	۶۸-۰-۰
گوجرانوالہ شہر	۷۵-۰-۰	لاہور	۳۰۰-۰-۰
چک ۵۶۵	۱۰-۰-۰	چک ۹ پنیار	۳۰-۰-۰
کیمبل پور شہر	۲۳-۰-۰	چک ۳۱۲	۱۰-۸-۰
راولپنڈی شہر	۶۵-۱۴-۰	لالیاں	۱۴-۳-۰
نوشہرہ	۱۳-۰-۰	مجوکہ	۱۰-۰-۰
چک ۹۹	۱۰-۰-۰	جھنگ شہر	۱۱-۰-۰
گوٹھ قمر الدین	۱۱-۸-۰	گنج مغلپورہ	۸۳-۱۳-۰
محمود آباد اسٹیٹ	۲۹-۴-۰	گوئیکی	۱۲-۱۰-۰
ناصر آباد اسٹیٹ	۶-۸-۰	ملتان شہر	۴۵-۰-۰
چک ۲۷۰ الف	۶-۱۲-۰	کھاریاں	۲۵-۰-۰
ادرحمہ	۱۶-۰-۰	لجنہ ربوہ	۴۵-۱۰-۰

میزان :- ۹۷۰/۸/-

بہت سی بڑی بڑی لجنات ایسی ہیں جن کی طرف سے ایک پیسہ بھی اس چندہ کا نہیں آیا۔ مثلاً کراچی۔ حیدر آباد سندھ۔ منٹگمری۔ گجرات شہر۔ پشاور۔ سرگودھا۔ لائلپور۔ شیخوپورہ شہر۔ جہلم۔ میرپور خاص۔ ڈیرہ غازی خاں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔ مردان۔ چٹاگانگ۔ ڈھاکہ۔ کوٹ قیصرانی۔ کوئٹہ۔ سیالکوٹ۔ بھیرہ۔ گھمیانہ۔ کنری سندھ وغیرہ وغیرہ

نوٹ:- یہ رپورٹ ماہ مارچ کی ۱۰ تاریخ تک کی آمد کی ہے۔ اس کے بعد جو چندہ آئے گا اس کی رپورٹ انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں شائع کی جائے گی

جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

مختلف مقامات پر یوم مصلح موعود کے جلسے

مندرجہ ذیل مقامات سے یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر جلسے کرنے کی اطلاع ملی ہے۔ جن میں پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان کارناموں کا تذکرہ کیا گیا :- چک ۲۷۶ گوکھووال ضلع لائلپور۔ کیمبل پور۔ ضلع مظفر گڑھ۔ میرپور خاص گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ۔ شیخ پور ضلع گجرات۔ نبی سر روڈ ضلع تھرپارکر۔ سرگودھا۔ سلانوالی ضلع سرگودھا۔ شکارپور۔ مانسہرہ۔ جہلم۔

انسپکٹر خدام الاحمدیہ توجہ کریں

مکرم مولوی الطاف خاں صاحب انسپکٹر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں اعلان ہذا کو پڑھتے ہی فوری طور پر مرکز میں واپس پہنچ کر رپورٹ کریں۔

نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

درخواست ہائے دعا

(۱) محترم والد صاحب کا آنکھ کا اپریشن ہونے والا ہے۔ بزرگان سلسلہ اپریشن کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

عنایت الرحمٰن ولد چوہدری محمد بخش حصاری مارکیٹ روڈ ٹنڈو الہ یار حیدر آباد

اقوامِ متحدہ کے "سالنامۂ اعداد و شمار" کے ذریعے
دُنیا کی ترقی کا جائزہ

۱۹۵۴ء میں دنیا کے کارخانوں اور کانوں کی پیداوار قبل از جنگ کی پیداوار کے مقابلے میں تقریباً دو گنی تھی۔ دنیا کی ریل گاڑیوں پر تقریباً دو گنا مال لدوایا جا رہا تھا۔ اور دنیا کے جہاز ۵ فیصدی زیادہ مال سامان درساور کی منڈیوں تک پہنچا رہے تھے۔ ۱۹۳۸ء کے مقابلے میں ۱۹۵۴ء میں دنیا کی سڑکوں پر چلنے والی موٹروں کی تعداد دوگنی تھی

یہ تمام اعداد و شمار اقوام متحدہ کے سالنامے میں شائع ہوئے ہیں۔ جسے ۱۵۰ ملکوں سے مہیا شدہ معلومات کی بنا پر حال ہی میں مکمل کیا گیا ہے ان اعداد و شمار میں لفظ دنیا میں روس مشرقی یورپ اور چین کے علاقے کے سوا باقی سب علاقے اور ممالک شامل ہیں۔

اقوام متحدہ کے سالنامہ اعداد و شمار سے مندرجہ ذیل دلچسپ معلومات اخذ کی گئی ہیں۔

دُنیا کی آبادی

۱۹۵۴ء کے وسط میں تمام دنیا کی آبادی کا اندازہ ۲ ارب ۶۵ کروڑ ۲۰ لاکھ لگایا گیا تھا (دنیا کی آبادی ۱۹۴۰ء میں ۲ ارب ۲۵ کروڑ تھی) یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ دنیا کی نصف سے زیادہ آبادی ایشیا میں رہتی ہے۔ اگرچہ گنجان آبادی کے لحاظ سے یورپ کا نمبر سب سے اونچا ہے۔

خوراک

غذائیت کے اعتبار سے آسٹریلیا، کینیڈا، ڈنمارک، فن لینڈ، آئس لینڈ، آئرلینڈ، نیوزی لینڈ، ناروے، سوئٹزرلینڈ، برطانیہ اور امریکہ کے بسنے والے دُنیا کے خوش حال ترین باشندے گنے جاتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں جنوبی امریکہ میں ہنڈورس اور پاکستان کے باشندوں کو جو غذا ملتی ہے وہ نسبتاً عمدہ نہیں اور برما۔ سیلون اور بھارت کے باشندوں کی غذا ان سے بھی کمتر درجے کی ہے۔

ریل گاڑی اور موٹریں

۱۹۵۴ء میں دنیا میں ۶۷ کروڑ ۷۰ لاکھ موٹریں تھیں موٹروں کی یہ تعداد ۱۹۴۸ء کے مقابلے میں ۵.۸ فیصدی اور ۱۹۳۸ء کے مقابلے میں ۲۰ فیصدی زیادہ تھی۔ سامان لے جانے والی موٹروں کی تعداد اس سال ۱۸ کروڑ ۵۰ لاکھ تھی۔ مسافر لیجانے والی کل موٹروں میں سے ۲۷ فیصدی موٹریں امریکہ میں کام کر رہی تھیں اس کے مقابلے میں یورپ میں مسافر لے جانے والی موٹروں کی نسبت ۲۵ فیصدی اور سامان لے جانے والی موٹروں کی نسبت ۲۷ فیصدی تھی۔

افریقہ میں مسافر لے جانے والی موٹروں کی تعداد ایشیا کی موٹروں کے مقابلے میں ۴۴ فیصدی زیادہ تھی۔ لیکن افریقہ میں بار برداری کے لئے جو موٹریں استعمال ہو رہی تھیں۔ وہ ایشیا کے مقابلہ میں ۳۵ فیصدی کم تھیں۔

ڈاکٹر

آسٹریا میں ۶۵۰ باشندوں کے لئے ایک ڈاکٹر موجود ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں ۷۰۰ باشندوں کے لئے ایک ڈاکٹر ملتا ہے۔ امریکہ میں ۷۷۰ باشندوں کے لئے ایک ڈاکٹر ہے اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں تقریباً ایک ہزار باشندوں کے لئے ایک ڈاکٹر کی خدمات مہیا ہیں۔ پسماندہ ملکوں میں شمالی افریقہ کے سوڈان میں ہر ۸۶ ہزار باشندوں کے لئے صرف ایک ڈاکٹر ہے۔ سوئیڈن میں ۱۷ ہزار کے لئے ایک ڈاکٹر ملتا ہے اور کینیا میں ہر دس ہزار باشندوں کے لئے ایک ڈاکٹر کی خدمات حاصل ہو سکتی ہیں۔ پاکستان میں ۱۳ ہزار باشندوں کے لئے ایک ڈاکٹر موجود ہے۔

اخبارات

۱۹۵۴ء میں تمام دنیا میں جتنا نیوز پرنٹ صرف ہوا تھا۔ اس میں سب سے زیادہ نیوز پرنٹ امریکہ میں خرچ ہوا تھا۔ اس کے بعد جاپان کا نمبر تھا۔ کینیڈا۔ فرانس اور مغربی جرمنی کا نام اس کے بعد آتا ہے۔

۵۴ء یا ۵۵ء میں اخبار پڑھنے والوں کی سب سے زیادہ اوسط برطانیہ میں تھی جہاں ہر ایک ہزار باشندوں میں ۶۱۰ اخبار کی کاپیوں کی فروخت ہوئی۔ اس کے بعد سویڈن (۴۹۰) ناروے (۴۳۰) آسٹریلیا، (۴۰۵) اور جاپان (۴۰۰) کا نمبر تھا۔ امریکہ میں ہر ایک ہزار باشندوں نے اوسطاً ۳۳۹ پرچے خریدے تھے پاکستان میں ہر ایک ہزار باشندوں میں سے ۸ نے اخبارات خرید کر پڑھے اور افغانستان میں یہ تعداد ایک ہزار میں صرف ایک رہ گئی ہے۔ بھارت میں اس کے مقابلے میں ہزار باشندوں میں اخبارات خریدنے والوں کی اوسط ۷ تھی۔

ریڈیو

۱۹۵۴ء میں دنیا میں ۲۶ کروڑ ریڈیو سٹ تھے۔ ان میں تقریباً آدھے ریڈیو سٹ امریکہ میں پائے گئے تھے اور ایک تہائی کچھ کم ریڈیو سٹ یورپ میں کام کر رہے تھے۔

امریکہ میں ٹیلی ویژن سٹ ۵۳ء میں ۲½ کروڑ کے قریب تھے۔ مگر ۵۵ء میں انکی تعداد بڑھ کر ۳ کروڑ ۷۲ لاکھ ہو گئی۔ برطانیہ میں ۵۳ء میں ۲ کروڑ ۹۰ لاکھ ٹیلی ویژن سٹ تھے۔ ۵۵ء میں ان کی تعداد ۴ کروڑ ۷۰ لاکھ بتائی جاتی ہے۔

(اے پی امیڈ نیشن انفارمیشن سنٹر کراچی پاکستان)

وصیت

وصیت منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہے۔ تاکہ اگر کسی صاحب کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۲۶۹۶:- میں غلام فرید خان ولد الٰہی بخش خان قوم بلوچ پیشہ زمیندارہ عمر ۴۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکن ٹبی ادھایاں ڈاکخانہ علی پور ضلع مظفر گڑھ صوبہ مغربی پنجاب پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ غیر منقولہ جائداد جدی حسب ذیل ہے۔ ۲۰ ایکڑ زمین مزروعہ واقع ٹبی ادھایاں ہیں جس کی قیمت مبلغ ۸۰۰/- روپے ہے۔ ایک جوڑا بیل جس کی قیمت ۱۲۰/- روپے۔ کل ۹۲۰/- روپے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری متروکہ جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہو گی۔

العبد:- نشان انگوٹھا:- غلام فرید خان
گواہ شد:- گل محمد خان ساکن ٹبی ادھایاں ضلع مظفر گڑھ۔ گواہ شد:- سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

بقیہ لیڈر صفحہ ۲

کہ مودودی صاحب اور ان کی قیادت میں ان کی جماعت ہر شودہ شور و شش اور دھوم دھام کو دائرے عامہ سمجھنے لگتی ہے۔ خاص کر اسلئے بھی کہ باہم مشورہ کے مطابق جماعت اسلامی کے چیدہ افراد مختلف جگہوں سے مطالبات کے کارڈ بھجوانے اور دستخط مہیا کرنے کی مہم میں کچھ مہارت رکھتے ہیں۔ جو اشتراکی پروپیگنڈا مشینری کی نقل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے اکثر عملی اقدامات میں ناکام ہوتے ہیں۔ اور بعد میں انہیں پشیمان ہونا پڑتا ہے۔ جیسا کہ احرار کے معاملہ میں ہوا

ہمیں مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی نیتوں پر شک کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں حسن ظن سے ہی کام لینا ہے۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ انہیں اسلام سے بے حد محبت ہے اور وہ اسلام کے غلبہ کے لئے ہی جد و جہد کر رہے ہیں۔ مگر ہمیں ان کے طریق کار سے اختلاف ہے۔ مسلمانوں میں خاص کر اس ملک میں صحیح ٹھوس معقول اسلامی رائے عامہ پیدا کرنے کے لئے صرف سخت محنت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کی بھی ضرورت ہے۔

ولادت

میرے بھتیجے اور داماد محمود احمد خان احمدی کو ان کی شادی کے آٹھ نو سال کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۲۶/۲/۵۶ بوقت شام فرزند عطا فرمایا۔ بزرگان سلسلہ سے ملتمس ہوں کہ بچہ و زچہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نو مولود کو درازی عمر عطا فرمائے اور اسے فخر احمدیت اور خاندان کا درخشندہ گوہر بنائے۔ وہ دینی و دنیوی علوم سے متمتع ہو آمین

عبد الغفور خان احمدی ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کراچی

بھارت نے چھڈ بیٹ کے متعلق بات چیت سے انکار کر دیا

"اس تنازعہ پر بین المملکتی معاہدہ کا اطلاق نہیں ہوتا" (بھارت)

کراچی ۱۵ مارچ۔ باوثوق ذرائع کی اطلاع کے مطابق بھارتی حکومت نے پاکستان کو مطلع کیا ہے کہ چھڈ بیٹ کا سرحدی تنازعہ ۱۹۴۹ء کے بین المملکتی معاہدے کے تحت حل نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس سے پالیسی کے بعض امور کا بھی تعلق ہے۔ پاکستان نے بھارت سے کہا تھا کہ یہ تنازعہ ۱۹۴۹ء کے یاقت نہرو معاہدے کی دفعات کے مطابق پُر امن اور منصفانہ طور پر حل کیا جائے۔

اس سے پہلے یہ اطلاع ملی تھی کہ بھارت ایسا کرنے پر رضامند ہو گیا ہے لیکن اب متنازعہ علاقے پر زبردستی دوبارہ قبضہ کرنے کے بعد بھارت یہ مسئلہ بات چیت کے ذریعہ منصفانہ طور پر حل کرنے کے موڈ میں نظر نہیں آتا۔ پاکستان نے بھارت کو پھر مطلع کیا ہے کہ چھڈ بیٹ کے تنازعہ سے پالیسی کے امور کا نہیں حقائق کا تعلق ہے۔ کراچی میں پاکستان کے اس تازہ مراسلے کے جواب کا انتظار کیا جا رہا ہے۔

باخبر ذرائع کی اطلاع کے مطابق چھڈ بیٹ کے مسئلہ کے متعلق پاکستان کا مؤقف یہ ہے کہ پاکستان کو شروع سے اس علاقے پر مکمل دیوانی اور فوجداری اختیارات حاصل رہے ہیں۔ وہاں پاکستان کی کسٹم کی چوکی موجود ہے اور پاکستانی حکام ابتدا سے ہی اس علاقے کے دیوانی اور فوجداری مقدمات رجسٹرڈ کرتے چلے آئے ہیں۔ اس علاقے میں کوئی حد بندی نہیں کی گئی اور ایسی کوئی بائونڈری لائن موجود نہیں جو یہ ظاہر کرے کہ پاکستانی علاقہ کہاں ختم ہوتا ہے اور بھارتی علاقہ کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ سارا علاقہ دلدلی ہے اور یہاں کا بیشتر حصہ زیر آب رہتا ہے زیادہ سے زیادہ یہ متنازعہ علاقہ ہو سکتا ہے اور پاکستان نہ صرف تمام سرحدی تنازعات ۱۹۴۹ء کے بین المملکتی معاہدے کی شرائط کے تحت حل کرنے پر تیار رہے گا۔ وہ سرحدات کی حد بندی کا بھی خواہاں ہے۔

دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے آج یہاں بھارتی حکومت کے جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ چھڈ بیٹ کے سرحدی تنازعہ سے "پالیسی" کے امور کا نہیں حقائق کا تعلق ہے اور اس پر ۱۹۴۹ء کے یاقت نہرو معاہدے کے تحت بات چیت ہو سکتی ہے۔

پاکستانی حکام کا کہنا ہے کہ یہ جھگڑا ۱۸۵۰ء سے چلا آ رہا ہے۔ اس وقت یہ تنازعہ ریاست کچھ اور ہندوستانی حکومت کے درمیان پیدا ہوا تھا۔ اس وقت اس علاقے کی حتمی سرحد کے تعین کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں۔ ہندوستان کے سروے ڈیپارٹمنٹ نے اس علاقے کو "متنازعہ" قرار دیدیا تھا۔ حکومت ہندوستان نے ۱۹۴۰ء میں سروے کا ایک نقشہ شائع کیا جس میں اس علاقے کو "متنازعہ" قرار دیا تھا۔ ۱۹۴۸ء تک اسے "متنازعہ علاقہ" خیال کیا جاتا رہا۔ ۱۹۵۱ء میں حکومت پاکستان کی سروے رپورٹ میں بھی اسے "متنازعہ" علاقہ ہی قرار دیا گیا۔ سروے کے حکام نے یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ جغرافیائی سروے سرحدات کے بارے میں اتھارٹی نہیں ہو سکتے۔ ان حلقوں کا کہنا ہے کہ سندھ کے صوبہ کو جو پہلے برطانوی ہند کا حصہ تھا اور اب پاکستان ... سے علاقہ شروع سے امن و آشتی پر دیوانی۔ فوجداری کسٹم اور دوسرے معاملات ... عملداری حاصل رہی ہے۔ لیکن تقسیم کے بعد بھارتی حکومت نے یہ تھیوری پیش کر دی کہ ہندوستان کے سروے کے نقشوں میں اس علاقے کے ساتھ "متنازعہ" کا لفظ غلطی سے لکھا گیا ہے۔

الجزائر میں ۴۷ افراد ہلاک

الجزائر میں گذشتہ ۴۸ گھنٹوں میں کم سے کم ۵۰ قوم پرست اور ۴ فرانسیسی سپاہی ہلاک ہوئے۔

مرکزی حکومت نے یوم جمہوریہ کے موقعہ پر قیدیوں کی رہائی کیلئے ہدایات جاری کر دیں

دوسرے ملکوں نے تقریبات میں شرکت کی دعوت منظور کر لی

کراچی ۱۵ مارچ۔ مرکزی حکومت نے صوبائی حکومتوں کے نام یہ ہدایات جاری کر دی ہیں کہ بعض درجوں کے اسیروں کی سزائیں معاف کر کے انہیں "یوم جمہوریہ" کے موقعہ پر رہا کر دیا جائے۔

سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ ۲۳ مارچ کو کئی ممالک کے نمائندے یوم جمہوریہ کی تقاریب پر حصہ لیں گے۔ ترکیہ کے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ بھارت کے وزیر بحالیات ایران کے وزیر خارجہ اور شاہ ایران کے ایک بھائی اور لنکا کے وزیر انصاف بھی ان تقریبات میں شرکت کے لئے کراچی آ رہے ہیں۔ پاکستان نے اس موقعہ پر ان تمام ملکوں کو اپنے خاص نمائندے بھیجنے کی دعوت دی ہے۔ جن سے پاکستان کے سفارتی تعلقات قائم ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ پاکستان اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر غیر ممالک کے نمائندوں سے باہمی دلچسپی کے امور پر بات چیت کرے گا۔

صدر اور وزیر اعظم

۲۳ مارچ کی صبح کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پہلے صدر میجر سکندر مرزا اپنے عہدہ کا حلف اٹھائیں گے اس موقعہ پر ایک سو ایک گولوں کی سلامی دی جائیگی وزیر اعظم مسٹر محمد علی اپنی نئی کابینہ کی تشکیل کریں گے اور وہ اپنے رفقاء کے ہمراہ عہدوں کا حلف اٹھائینگے اس دن اسلامی جمہوریہ پاکستان کی فوجوں سے "رائل" کا نام حذف کر دیا جائے گا۔ طیارے "اسلامی جمہوریہ مبارک" کے اشتہارات گرائیں گے۔ عمارتوں پر چراغاں ہو گا۔ اور ملک بھر میں پریڈیں ہونگی ریڈیو کی اطلاع کے مطابق اس موقع پر پاکستان میں مقیم تمام سفارتی نمائندے ایک خاص تقریب میں جمہوریہ پاکستان کے صدر میجر جنرل سکندر مرزا کو دوبارہ اپنی اسناد سفارت پیش کریں گے۔ وفاقی دارالحکومت میں ایک میلہ بھی لگ رہا ہے۔ جو چار دن تک جاری رہے گا۔ اسکے علاوہ ایک مشاعرہ، قوالیاں، آتشبازی، سائیکلوں کی دوڑ اور کھیلوں کے مقابلے بھی یوم جمہوریہ کے پروگرام میں شامل ہیں۔

ایم سی سی نے آخری ٹیسٹ دو وکٹوں سے جیت لیا

کراچی ۱۵ مارچ۔ ایم سی سی "اے" نے چوتھے اور آخری ٹیسٹ کے پانچویں اور آخری دن پاکستان کو دو وکٹوں اور دو رنز سے ہرا دیا۔

ایم سی سی کی غیر یقینی بیٹنگ کے پیش نظر حالات پاکستان کے حق میں دکھائی دیتے تھے ابرنگٹن کے آؤٹ ہو جانے پر اس خیال کو اور تقویت پہنچی لیکن آخر میں ٹمس اور سویٹ مین اپنی ٹیم کے آڑے آئے اور ایسے وقت میں جبکہ ایک ایک رن بڑی اہمیت رکھتی تھی ۴۲ رنز کا اضافہ کر کے اپنی ٹیم کو فتح سے قریب کر دیا

کاردار، خان محمد اور مقصود کی غیر موجودگی میں مقامی ٹیم پاکستان کی "اے" ٹیم کی بجائے "بی" ٹیم دکھائی دیتی تھی۔ تاہم وہ آخر تک بڑی دلیری سے لڑی لیکن کل شجاع کے ہاتھوں کلوز کا کیچ چھوٹ جانے سے ۲۷ رنز کا جو فرق پڑ گیا تھا۔ وہ پورا نہ ہو سکا۔ پاکستان کے کھلاڑی ایک ایک رن کے لئے لڑے لیکن معلوم ہوتا تھا کہ برطانوی کھلاڑی ہر رن کے بعد زیادہ عقلمند ہو گئے ہیں۔ لاک نے یہ ثابت کر دیا کہ کریز پر اڑے رہنے کی پالیسی مہلک ہوتی ہے۔ وہ غیر متوقع طور پر بڑی زور دار ہٹیں لگا کر فیلڈروں میں کھلبلی مچاتا رہا۔ ان کی ہر ہٹ کے ساتھ ایم سی سی کی ناکامی اور مقامی ٹیم کی کامیابی کے امکانات ماند پڑتے گئے وہ ہر بال پر کسی نہ کسی طرح لیگ کی طرف ہٹ لگانے کی کوشش کرتے رہے لیکن افسوس کہ لیگ کی طرف کی فیلڈ کو مضبوط بنانے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔ پھر جب سکور روکنے کی اشد ضرورت تھی۔ ہمارے کھلاڑیوں نے قیاس کی قوت کی حیرت انگیز حد تک کمی کا اظہار کیا۔

بھارت کے لئے امریکی امداد پر اعتراض

مدراس ۱۵ مارچ۔ بھارت کے سابق گورنر جنرل مسٹر راجگوپال اچاریہ نے کہا ہے۔ "بھارت امریکہ سے جو مالی امداد حاصل کر رہا ہے میں اس پر چنداں خوش نہیں رشوت بہرحال رشوت ہی ہوتی ہے۔ خواہ اس کی شکل کچھ ہی کیوں نہ ہو"